REGD No P. 67

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۵ اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بائیں جبڑے پر پیشاب اور درد کی وجہ سے ناساز ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

قادیان۔ اخبار الفضل کے ذریعہ یہ افسوسناک اطلاع بھی موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دیرینہ خادم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب مورخہ ۱۳ اپریل کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ساڑھے چار بجے نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بعد نماز عشاء بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں آپ کی نعش کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (باقی صفحہ ۱۲ کالم ملا ۲ پر)

هنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز" میں

وحی والہام کے موضوع پر احمدی مبلغ کی ایک کامیاب تقریر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۱۳ مارچ کو ۹ ہوسوٹ اسٹریٹ کے خوشنما ہال میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں تقریر کرنے کے لئے مجھے ویسٹرن ایریا کمیٹی کے چیئرمین مسٹر حارث کی طرف سے دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔ تقریر کا عنوان تھا۔ "وحی والہام"۔

آج کے جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ عورتیں مدعو نہیں کی گئی تھیں۔ مردوں میں بھی اکثر اہل علم حضرات مدعو تھے۔ میرے علاوہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نمائندہ جناب عبد الرزاق صاحب اور جماعت اسلامی مہاراشٹر اسٹیٹ کے امیر جناب شمس صاحب پیرزادہ اور ان کے چند رفقاء بھی موجود تھے۔ عیسائی حضرات کی بھی ایک قابل ذکر تعداد موجود تھی۔ سبھی تعلیم یافتہ اور ذمہ دار حضرات تھے

میں نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے یقین کے درجات ثلثہ کا ذکر کیا۔ دھواں اور آگ کی مثال پیش کی۔ اور بتایا کہ۔ حق الیقین صاحب وحی و الہام کا مقام ہوتا ہے۔ خدادانی و خداشناسی وحی و الہام کے بغیر نامکمل ہے نہ وحی والہام کے بغیر کیسے حی و قیوم خدا کا وجود ثابت کیا جاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام سلسلہ وحی والہام کے انقطاع کا قائل نہیں۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ہر زمانے میں اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا رہتا ہے اور اس طرح اپنے زندہ اور موجود ہونے کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔ امت محمدیہ میں لاکھوں افراد اس نعمت الہٰی سے حصہ پا چکے ہیں۔

میں نے یہ بھی بتایا کہ محض کارخانہ عالم کو دیکھ کر ہم زندہ خدا کے وجود پر استدلال نہیں کرسکتے۔ تاج محل وغیرہ کی مثالیں دیں کہ وہ عمارتیں موجود ہیں۔ مگر ان کے بنانے والے مر چکے ہیں اسی طرح ممکن ہے کہ خدا نے عالم کو بنایا پھر وہ فوت ہوگیا۔ اگر وہ زندہ ہے تو اس کا پتہ ہم کو اسی وقت لگے گا۔ جب وہ ہم سے ہم کلام ہوگا۔ اسی لئے اسلام سلسلہ وحی والہام کے استمرار کا قائل ہے اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

اس کے بعد میں نے وحی قرآنی پر گفتگو کی۔ سب سے پہلے ایک اصولی بات پیش کی کہ محبوب کی ہر ادا دلنشین ہوتی ہے اور ہر قول دلربا ہوتا ہے۔ اس لئے عاشق طبعاً یہ کوشش کرتا ہے کہ معشوق جن الفاظ میں مخاطب ہوا ہے وہ ان الفاظ کو یاد رکھے اور لوگوں کے سامنے انہیں کے الفاظ میں ان کا مطلب پیش کرے۔

اس قاعدہ کے مطابق ہر وہ نبی جس سے خدا ہم کلام ہوا۔ اس نے یہی کوشش کی ہوگی کہ خدا ہی کے الفاظ امت تک پہنچادے۔ میرا خیال ہے کہ جناب مسیح نے بھی یہی کوشش کی ہوگی۔ اگر اناجیل کے نسخے ان کی مادری زبان "آرامی" میں ہوتے تو یقیناً ان کا ایک حصہ لفظی الہام پر مشتمل ہوتا۔ مگر قرآن کریم کے علاوہ کوئی دوسری مذہبی کتاب اپنی اصل شکل و صورت میں موجود نہیں۔ ان میں سے کچھ کتابیں تو محرف ہیں جیسے "عہد مقدس" اور بعض کتاب ایسی ہے کہ اس کا اصل نسخہ موجود ہی نہیں۔ بلکہ اصل نسخے کے ترجمے ہیں جیسے "اناجیل اربعہ" اس کا کوئی نسخہ اس زبان میں نہیں جو حضرت مسیح کی مادری زبان تھی یعنی "آرامی"

لیکن قرآن کریم کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا۔ آج تک قرآن کریم "ہو بہو" انہیں الفاظ میں موجود ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی قرآن کی حفاظت کے لئے تین طریقے اختیار کئے۔ کتابت۔ قرأت اور حفظ قرآن کریم کی جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ فوراً کاتب وحی کو بلا کر اسے لکھوا دیتے۔

پھر آپ نے قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے پر زور دیا۔ اور آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بہت سے فضائل بیان کئے اس لئے صحابہ کرام ہمیشہ نازل شدہ آیات کی تلاوت کرتے رہتے تھے

علاوہ ازیں قرآن مجید نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ پانچوں وقت نماز کی ہر رکعت میں قرآن پاک کی چند آیات کی ضرور تلاوت کی جائے۔ چنانچہ مسلمان بالالتزام نماز کی ہر رکعت میں آیات قرآنیہ کی تلاوت کرنے لگے۔

اسی طرح آپ نے مسلمانوں کو حفظ قرآن کی ترغیب دی اور اس پر ثواب عظیم کی بشارت دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں حفاظ قرآن کی ایک جماعت عہد نبوی سے ہی پیدا ہوگئی۔

یہ تینوں طریقے حفاظت قرآن کے لئے ایسے نتیجہ خیز ثابت ہوئے کہ قرآن پاک چودہ سو سال پہلے جن الفاظ میں نازل ہوا تھا وہ آج بھی انہیں الفاظ میں اور اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن کریم کی طباعت جرمنی۔ ہالینڈ۔ انگلستان اور اسلامی ممالک میں بھی ہوتی ہے اور کئی لاکھوں لاکھ نسخے چھپتے ہیں۔ مگر ان تمام نسخوں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آئے گا۔ نہ درمیان سے کوئی آیت غائب ہوگی۔ نہ ترتیب میں کوئی فرق ہوگا۔ اور یہ قرآن کریم کا ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ کسی قوم کی الہامی کتاب اس فضیلت میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ ہمسری تو خیر دور کی بات ہے اس کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔

مثال کے طور پر اناجیل وغیرہ کو لیجئے آج ان کے بھانت بھانت کے نسخے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ کوئی Standard ہے تو کوئی Revised ہے۔ کوئی کنگ جیمز ورشن ہے کوئی میں آیات کی کمی ہے تو کسی میں زیادتی ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

حکیم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے لدھا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قادیان میں دو اہم تربیتی اجلاس

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ و سیکرٹری تبلیغ قادیان

ماہ اپریل کی ۱۳ر اور ۱۷ر تاریخوں میں علی الترتیب قادیان میں دو اہم جلسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ پہلا اجلاس مکرم و محترم جناب میر سید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن مکرم حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر منعقد کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ میر صاحب موصوف نیروبی (مشرقی افریقہ) میں قیام پذیر ہیں۔ اور حال ہی میں اپنی والدہ محترمہ بیگم حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی وفات پر ربوہ تشریف لائے تھے بعدہٗ قادیان کی زیارت فرمائی اور مورخہ ۱۴ر اپریل کو واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

دوسرا اجلاس محترم الحاج محمد مصطفیٰ صاحب بونجے جنرل سیکرٹری جماعتہائے احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) اور مکرم عبدالوہاب رشید المالک صاحب آف غانا متعلمین جامعہ احمدیہ ربوہ کو خوش آمدید کہنے اور ان کے دلی خیالات سے مستفید ہونے کے لئے منعقد کیا گیا۔

یہ ہر دو اجلاس مسجد مبارک میں بعد نماز عشاء حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت تکمیل پذیر ہوئے۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے مختصر روداد پیش خدمت ہے۔

روئیداد اجلاس اوّل

مورخہ ۱۳ر اپریل کا اجلاس مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام منعقد پذیر ہوا۔ تلاوت کلام پاک مکرم جاوید اقبال صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے کی بعدہٗ خاکسار (محمد کریم الدین) نے عہد دہرایا۔ نظم مکرم عبدالکریم صاحب ملکانہ متعلم مولوی فاضل کلاس نے پڑھی۔ پھر خاکسار نے محترم میر صاحب موصوف کی آمد پر اس اجلاس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ اور قادیان کے دیگر احباب کی طرف سے محترمہ بیگم صاحبہ میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی وفات پر تعزیت کی اور بیان کیا کہ خاندان مسیح موعود علیہ السلام کو اگر کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو ساری جماعت اس کو اپنا صدمہ محسوس کرتی ہے۔ [illegible] حضرت میر صاحبؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں بھی صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود کے وہ اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے والدین سے حسن سلوک کرنے اور اطاعت گزاری کرنے کی تلقین فرمائی گئی تھی۔

مکرم میر سید احمد صاحب کی تقریر

قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے اس حرف آغاز کے بعد مکرم میر صاحب موصوف نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے مشرقی افریقہ میں سے نیروبی کی جماعت کا السلام علیکم اہل قادیان تک پہنچایا۔ اور نیروبی کا محل وقوع اور زرخیزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت اس ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے زمانہ میں پہنچ چکی تھی لیکن باقاعدہ مشن کا اجراء ۱۹۳۴ء میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعہ ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں شیخ صاحب موصوف کے بعد مکرم نور الحق صاحب انور اور ان کے بعد اب وہاں مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب کام کر رہے ہیں۔ نیروبی میں مرد و زن اور بچوں کی تعداد [illegible] ہے۔ جن میں سے اسّی خدام و اطفال ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے تحت وسیع پیمانے پر تبلیغ کا پروگرام ہر اتوار کو بنایا جاتا ہے اور بڑا کامیاب رہتا ہے ہر مہینے کی آخری تاریخ کو خدام کا جلسہ ہوتا ہے۔ یہاں سے ایک اخبار "East African Times" ہفتہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے جس کے بیک وقت تین ہزار پرچوں کی پیکنگ کا کام خدام سرانجام دیتے ہیں علاوہ ازیں خدمت خلق کے بھی نمایاں کاموں میں حصہ لیا جاتا ہے۔

خطاب صدر جلسہ

مکرم میر صاحب موصوف کی اس تقریر کے بعد صدر جلسہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمایا کہ اس موقعہ پر میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قومی ترقی اسی پر منحصر ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں گذشتہ نسل کے اسوہ کو برقرار رکھتی چلی جائیں ورنہ تنزل کا دور شروع ہو جاتا ہے ہمارے سامنے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے صحابہؓ کا طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا نمونہ ہے۔ ہماری نئی پود کو چاہیئے کہ وہ اپنے سلف صالحین کے رنگ میں رنگین ہوتی چلی جائے تا کہ بعد میں آنے والی نئی پود کو دیکھ کر سلف صالحین کی بزرگی کا اندازہ کر سکیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں خدمت خلق کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے خصوصاً غیر مسلموں سے ایسا سلوک کیا جائے کہ وہ ہمارے اتنے قریب آجائیں کہ گہرے دوست بن جائیں اس کے لئے عملی نمونہ اور تعلیمات اسلامی کے علاوہ دعاؤں کی بھی بہت ضرورت ہے بالآخر رات کے ساڑھے نو بجے یہ اجلاس دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

افریقن بھائیوں کی قادیان میں تشریف آوری پر جلسہ

مورخہ ۱۷ر اپریل کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک اجلاس سیرالیون اور غانا سے آئے ہوئے مذکورہ افریقن بھائیوں کی آمد پر منعقد کیا گیا۔ حسب معمول تلاوت قرآن مجید سے اس کا آغاز ہوا جو مکرم نصیر احمد صاحب خادم نے کی۔ اور مکرم محمد انعام صاحب غوری متعلم مولوی فاضل کلاس نے در ثمین سے حضرت اقدسؑ کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے بعدہٗ صدر جلسہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ افریقن بھائیوں کو دیئے جانے والے انگریزی ایڈریس کا اردو خلاصہ سامعین کو بتلایا کہ آج ۶۵ سے ستر سال قبل قادیان کی اسی گمنام بستی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ خدا فرماتا ہے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور اس کے بے شمار چشمدید گواہ آج بھی زندہ موجود ہیں۔ ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود حضورؑ کی تبلیغ آپؑ ہی کی زندگی میں دور دراز ملکوں میں پھیلنی شروع ہو گئی اور رفتہ رفتہ یہ گمنام قادیان کی بستی ایک مرجع عالم بن گئی۔ جب ہم اپنے درمیان دنیا کے دور دراز ممالک سے آئے ہوئے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل مسرت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ احمدیت و اسلام ہی آئندہ وہ مذہب ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق عزت سے یاد کیا جائے گا۔ احمدیت نے ہمیں پھر ایک ایسی لڑی میں پرو دیا ہے کہ اس رشتہ کے سامنے خونی رشتے ہیچ ہیں۔ ہم آپ کو اپنے حقیقی رشتہ داروں پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ لوگ یاتیک من کل فج عمیق کی زندہ تفسیر ہیں۔ آپ لوگوں کے وجود میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" آپ اس مقدس بستی میں تشریف لائے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اس کی برکتوں سے وافر حصہ پا کر واپس تشریف لے جائیں گے محترم صدر جلسہ کے بعد مکرم قریشی عبدالماجد صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول۔ قادیان نے مذکورہ ایڈریس کا مکمل انگریزی متن پڑھ کر سنایا۔

جواب ایڈریس

محترم جناب الحاج محمد مصطفیٰ بونجے نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "میرے مسلمان بھائیو! حقیقتاً میں بہت ہی ممنون ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقدس بستی کی زیارت کا یہ عجیب موقعہ دیا۔ آج سے ۷۰ سال قبل کا نقشہ دیکھو کہ جب کہ قادیان حالت گمنامی میں تھی کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ آواز "صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح" ظہور پذیر ہوگی۔ آپ کے دعویٰ پر لوگ اسی طرح حیران و ششدر رہ گئے جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کو سن کر حیران ہو رہے تھے۔ اب احمدیت ایک عالمگیر تحریک ہو گئی ہے میں سیرالیون سے آیا ہوں۔ یہ بہت چھوٹا ملک ہے۔ یہاں ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ احمدیت پہنچی۔ شدید مخالفت کے باوجود اس عظیم پیغام کو وہاں کے بیس ہزار افراد نے قبول کر لیا ہے تیس پرائمری سکول قائم ہیں۔ جنہیں حکومت سیرالیون مالی امداد بھی دیتی ہے۔ ان مدارس میں ہمیں احمدیت کی تعلیم دینے کی اجازت ہے آپ لوگوں کو فخر کرنا چاہیئے کہ کئی ملین افراد اس وقت دنیا بھر میں احمدی ہیں۔ حضور نے فرمایا تھا کہ دور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ چنانچہ میں ہزاروں میل سے اتفاقاً نہیں آیا بلکہ ارادہ کر کے یہاں پہنچا ہوں۔ جبکہ کسی قسم کی کوئی دنیوی غرض یہاں نہیں ہے فاضل مقرر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے بیان کیا کہ ہمیں قادیان کے احمدیوں کا ہمیشہ خیال رہتا ہے اور ان کا دکھ اپنا دکھ محسوس ہوتا ہے۔ آخر میں انہوں نے درخواست دعا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

تقریر مکرم عبدالوہاب صاحب

غانا سے آئے ہوئے یہ دوست جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ گولڈ کوسٹ (موجودہ غانا) کے ایک شخص نے ایک سفید فام مسلمان کو خواب میں دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مہدی ہیں۔ اس پر وہاں سے ایک

باقی صفحہ ۷ پر

خطبہ جمعہ

رضائے الٰہی حاصل کرنیکے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ضروری ہے

احمدی مستورات کو اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے نمونے پر چلتے ہوئے بےنظیر قربانیاں پیش کرنی چاہئیں

تربیتِ اولاد کی ذمہ داری کو خاص طور پر محبت و اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلاً و ان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجراً عظیماً۔ یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ یضٰعف لھا العذاب ضعفین وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحاً نؤتھا اجرھا مرتین واعتدنا لھا رزقاً کریما۔

پھر فرمایا

میرا آج کا خطبہ گذشتہ خطبہ کے تسلسل میں ہی ہے۔ پہلی مخاطب تو میری بہنیں ہیں لیکن میرے بھائیوں کے لئے بھی ان آیات کے مضمون میں بڑے سبق ہیں اور وہ سبق انہیں حاصل کرنے چاہئیں۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنتے چلے جائیں۔

جن آیات کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے وہ سورۃ احزاب کی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی سامان دے دیتا ہوں اور تمہارے حقوق ادا کر کے تم کو نیک طریق سے رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور اخروی زندگی کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے پوری طرح اسلام پر قائم رہنے والیوں کے لئے

بہت بڑا انعام

تیار کیا ہے۔ اے نبی کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی اعلیٰ ایمان کے خلاف بات کرے تو اس کا عذاب دُگنا کیا جائے گا۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور اس فرمانبرداری کی شان کے مطابق عمل بھی کرے گی۔ تو ہم اسے انعام بھی دُگنا دیں گے۔ اور ہم نے ہر ایسی بیوی کے لئے معزز رزق تیار کیا ہوا ہے

سورۂ احزاب کے شروع میں

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ فرمایا ازواجہ امھاتھم اور آگے جا کر اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس طرف بھی متوجہ کیا تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام امت کے لئے اور ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ اس کی محبت اور پیار کو پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پیار کر کے آپ کو اپنے لئے بطور نیک نمونہ سمجھتے اور یقین کرتے ہوئے آپ کے نمونہ کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں ڈھالو گے۔ جیسا کہ فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو امتِ محمدیہ کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دینے کے بعد اور آپ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دینے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ بیویاں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں۔ نکاح کے وقت ان کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں تھا کہ وہ امتِ محمدیہ کے لئے اسوۂ حسنہ بنیں گی اور اس بھاری ذمہ داری کو اٹھائیں گی۔ جب کہ مومنوں کی مائیں۔ بہرحال مومنوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور تربیت کا ایک مرکزی نقطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بنتی ہیں اور کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کو جبراً اس مقام پر لا کھڑا کیا اور ان کو حکم دیا کہ تمہیں ضرور تنگی ترشی کو اختیار کر کے اس قسم کی قربانی دے کر اور اس دنیا سے منہ موڑ کر اپنے نفس پر فنا طاری کر کے امت کے لئے ایک اسوہ بننا پڑے گا ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے تو چونکہ مذہب میں خصوصاً

مذہب اسلام میں جبر جائز نہیں

ان کے لئے کوئی راہ نکالنی ضروری تھی اور اگرچہ جیسا کہ عملاً دیکھنے میں آیا۔ ہماری یہ مائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین قرار دیا ہے (سورۂ احزاب میں) اس قدر تربیت یافتہ تھیں کہ جو اختیار ان کو ان آیات میں دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے فیصلے نے یہ بتا دیا کہ واقعی وہ امہات المومنین بننے کی اہل تھیں لیکن بہرحال دنیا کو بھی یہ بتانا تھا کہ جبر سے کام نہیں لیا گیا بلکہ اپنی مرضی سے انہوں نے اس اہم اور مشکل ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔

ان آیتوں کو اختیار دینے کی آیات بھی کہا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جب ان کو امہات المومنین اور اُمتِ محمدیہ کی مسلمان عورتوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا تو ان کے سامنے آنحضرت صلعم نے ان آیات کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور وحی آپ پر نازل ہوئی یہ بات پیش کی جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ کے پاس گئے اور آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عائشہ میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ میں وہ بات تمہارے سامنے کروں تمہیں یہ تاکید کرتا چاہتا ہوں کہ جواب دینے اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ اور جواب دینا بلکہ بہتر یہ ہے تم اپنے والدین سے بھی اس کے متعلق

مشورہ کر لو

اور پھر مجھے جواب دو

اس تمہید کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیات نازل کی ہیں اور ان کو یہ آیات پڑھ کر سنا دیں اور مشورہ دیا کہ تم والدین سے مشورہ کر کے اور خوب سوچ سمجھ کر مجھے بتاؤ کہ تمہیں حیاتِ دنیا اور اس کی زینت چاہیئے یا تمہیں خدا اور اس کا رسول چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے۔ امہات المومنین بڑی ہی تربیت یافتہ تھیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس معاملہ میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ مجھے خدا اور اس کا رسول چاہیئے دنیا اور اس کی زینت نہیں چاہیئے۔ اس کے بعد آپ باقی دوسری بیویوں کے پاس گئے اور ان میں سے ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ

تمہیں خدا اور اس کا رسول چاہیئے

دُنیا اور اُس کی زینت نہیں چاہیئے۔ مؤرخین اور مفسرین کہتے ہیں کہ اس وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں زندہ موجود تھیں۔ جن کو یہ اختیار دیا گیا تھا۔ جن میں سے پانچ تو قریش مکہ کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور چار مختلف قبائل اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والی تھیں اور ساری کی ساری ایسی تھیں کہ ہو اس قدر تربیت یافتہ تھیں کہ ایک سیکنڈ کے لئے انہیں سوچنا نہیں پڑا فیصلہ ان کے دماغوں میں گویا پہلے ہی حاضر تھا۔ انہوں نے کہا سوچنا کیسا؟ اور مشورہ لینا کیسا؟ ہمیں خدا اور اس کا رسول محبوب اور پیارے ہیں ہم اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے تیار ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کے لئے بطور اسوۂ حسنہ اپنی زندگیاں گزاریں۔ تو جس چیز کا ان کو آیات میں اختیار دیا گیا تھا۔ وہ یہ نہیں تھا کہ چاہو تو طلاق لے لو چاہو تو تم بیویاں بن کے رہو میرے نزدیک اس اختیار کے یہ معنی نہیں تھے کہ چاہو تو دُنیا لے لو اور چاہو تو خدا کے راستہ میں فقر کو اختیار کرو بلکہ ان کو اختیار اس بات کا دیا گیا تھا کہ چاہو تو ان ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر قبول کرو جو اُمتِ مسلمہ کے لئے اور اُمتِ مسلمہ کی مستورات کے لئے اسوۂ حسنہ بننے پر تمہارے کندھوں پر پڑنے والی ہیں اور چاہو تو ایک عام مسلمان کی طرح اپنی زندگیوں کو گزارو اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے یہ عہد کرنے کے بعد وعدہ خلافی کی اور نقضِ عہد کے فاحشہ مبینہ میں تم پڑ گئیں اور مبتلا ہو گئیں اور اپنے وعدے کو نہ نباہا تو پھر دوسری عورتوں کو ان معاصی پر جس قسم کی سزا مل سکتی ہے اس سے

دو چند سزا

تمہیں بھگتنی پڑے گی۔ اور اگر تم نے اس عہد کو نباہا تو تمہارا اجر بھی دوسری عورتوں سے دُگنا ہوگا

یہ جو اجر ہے یہ حدود کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ضعفین اور مرتین کا تعلق حدود کے ساتھ نہیں اور نہ آپس کے جھگڑوں یا ان کے ساتھ یہ تعلق رکھتا ہے۔ جیسے یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر تم واقعہ میں اسوۂ حسنہ بن گئیں تو اگر تم نے کسی سے پانچ روپے لینے ہوں گے تو تمہیں دس روپے دلوائے جائیں گے اسی طرح اگر تمہارا کوئی حق ہوگا اور کسی پر حد لگ سکتی ہو تو یہ مطلب نہیں کہ حد دُگنی کر دی جائے گی۔ حدود ایک مخصوص

اور محدود دائرہ کے اندر لگائی جاتی ہیں اور جو ثواب ہے وہ بڑے معنی رکھتا اور اس کا تعلق اس دُنیا کی جنت سے بھی ہے اور وہ اُخروی جنت سے بھی ہے اور اس کے مقابل میں جو سزا ہے اس کا تعلق بھی اس دنیا کے جہنم اور اگلے جہان کے جہنم سے ہے

تو یہاں یہ فرمایا کہ ہم تمہیں اس موقع پر کہ تمہیں اُمہات المومنین قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام اُمت کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے بطور اسوۂ حسنہ کے ہیں اور آپ کی پیروی کرنے اور آپ کی اتباع کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا نے اب صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی نہیں دیکھنا بلکہ

اے ازواجِ مطہرات!

دنیا کی عورتوں نے تمہاری طرف دیکھنا ہے اور تمہاری اتباع نے نقل کرنی ہے۔ اگر تم نے صحیح نمونہ پیش کیا تو نیکی کے ایک تسلسل کو تم جاری کرنے والی ہوگی۔ اگر تم نے بُرا نمونہ پیش کیا تو بدی کے ایک تسلسل کو تم جاری کرنے والی ہوگی۔ تو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے جو شخص نیکی کی بنیاد ڈالتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ نیکی کرنے لگ جاتے ہیں تو اس کو اپنی نیکی کی بھی جزا ملے گی اور جن لوگوں نے اس کے کہنے کے مطابق یا اس کی نقل کرتے ہوئے نیکیاں کی ہیں ان کے ثواب میں بھی وہ حصہ دار ہوگا پس یہ ہے مرتین والی جزا۔ اور جو شخص بدی کی بنیاد ڈالتا ہے اور بدی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور بدی کا سردار بنتا ہے تو اس کو اپنے کیے کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے نتیجہ میں بھی اس کو ایک سزا دی جائے گی اور یہ ہے (ضعفًا ضعفین) دُگنا عذاب جو ایسے لوگوں کو ملتا ہے۔

اگلی دو آیات میں وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ اختیار دیا کیوں گیا تھا؟ فرمایا کہ چونکہ ہم نے ان کو اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا کہ وہ اسوہ بنیں اور ایک نیک نمونہ قائم کریں اور جس شخص کو اس مقام پہ کھڑا کیا جاتا ہے اور جس کے اعمال کے متعلق یہ امید رکھی جاتی ہے کہ بعد میں آنے والے اس کو نقل کریں ان کو اجر بھی دُگنا دیا جاتا ہے اور ان کے اوپر ذمہ داری کے نتیجہ عذاب بھی دو چند نازل ہوتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت اللہ تعالےٰ نے دوسری آیات میں کئی جگہ کی ہے۔ مثلاً ایک جگہ

آتا ہے ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب اور اس آیت کے شروع میں وجہ بتائی ہے ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا ہم نے اپنے بڑوں کی ان کے کہنے کے مطابق نقل کی۔ انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے بطور نمونہ کے ہیں تم ہمارے پیچھے آؤ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں رستہ دکھانے والے تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ جنت میں جانے کے لئے ایک سرٹیفکیٹ دیدیں گے تمہیں کوئی فرشتہ نہیں روک سکے گا وہاں تک پہنچ جاؤ گے ہم ذمہ داری لیتے ہیں۔ تم یہ کام کرو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اور کردار سب جو تھے ہیں ان سے گناہ کی بات اتوا لے لوگ اللہ تعالےٰ کو قیامت کے دن کہیں گے کہ اے خدا! اطعنا سادتنا وکبراءنا ہم نے بڑوں اور سرداروں کی۔ لیڈروں کی اور قائدوں کی اتباع کی اور بڑے بڑے مجتہدین اور علماء کہلانے والوں کے کہنے کے مطابق یہ اعمال کئے تھے آج ہمیں پتہ لگ رہا ہے کہ یہ اعمال تو تیری نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو

دُگنا عذاب دے

اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولیحملن اثقالھم واثقالًا مع اثقالھم کہ ایسے لوگوں کے متعلق ہی جن کو اللہ تعالےٰ نمونہ بناتا ہے اور وہ نیک نمونہ پیش نہیں کرتے۔ بدی کی راہیں اپنے متبعین پر کھولتے ہیں اور خدا کی طرف بلانے کی بجائے شیطان کی طرف ان کو بلاتے ہیں اور ان کو صراطِ مستقیم پر قائم کرنے کی بجائے راہِ ضلالت کی طرف لے جاتے ہیں اور ان پگڈنڈیوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو شیطان کی طرف لے جانے والی ہیں ایسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ اور یقیناً اُن لوگوں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔ جو گمراہ ہوئے ان کو تو بہرحال سزا ملے گی۔ یہ نہیں کہ ان کی سزا معاف ہو جائے گی لیکن ان

آئمۃ الکفر

کا عذاب دُگنا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح جو نیک نمونہ بنتا ہے اس شخص کی وجہ سے یا اس گروہ اور جماعت کی وجہ سے جو نیکیاں قائم ہوتی ہیں اور بہت سے ان کی نقل کر کے خدا تعالےٰ کے قرب کی راہوں پر چلنے لگتے ہیں تو وہ شخص یا اشخاص جو بطور نمونہ کے دنیا میں زندگی گزارتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ

کے فضلوں کے دُہرے وارث ہوتے ہیں اور ان کو ان کا اجر (مرتین) دو دفعہ ملتا ہے ایک اپنے اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں ایک اس وجہ سے کہ وہ نمونہ بنے۔ اسوہ ٹھہرے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔

تو یٰنساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ اور ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحًا نؤتھا اجرھا مرتین میں وجہ بتائی گئی ہے کہ ہم نے ان اُمہات المومنین کو یہ اختیار کیوں دیا!! اس لئے دیا کہ ہم نے ان کو نمونہ بنایا تھا اور دنیا کو ہم بتانا چاہتے تھے کہ یہ اس مقام کے اوپر قائم اور فائز جو کی گئی ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر جبر کر کے انہیں اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کی تربیت اس رنگ میں ہوئی ہے کہ وہ آخر میں یہ اُمہات المومنین بننے کے قابل ہو گئی ہیں اس کے یہ معنے بھی کر سکتے ہیں کہ تم دیکھو! ہم اپنے نبی کو کہتے ہیں کہ ان ازواج کو جا کے یہ کہو کہ اگر چاہتی ہو حیاتِ دُنیا اور اس کی زینت کو تو سراحًا جمیلًا بغیر کسی ناراضگی کے نہ رسول کی ناراضگی اور نہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی ہی نہیں

تمہارے دنیوی حقوق

ادا کر دیتا ہوں، عام مومنات کی عام مسلمات کی صف میں جا کے کھڑی ہو جاؤ یا اگر چاہو تو اسلام کو بھی چھوڑ دو کوئی جبر تو نہیں ہے) اور اگر چاہو تو اپنی مرضی اور رضا سے اس نہایت ہی اہم ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر لو اور ساری اُمت کے لئے اسوۂ حسنہ بننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس وعید کے ساتھ کہ اگر تم سے کوئی غفلت اور سستی سرزد ہوئی اور کہیں تم نے غلطی کی اور اس کے نتیجہ میں دوسرے گمراہ ہوئے تو اس گناہ کی سزا دو چند ہوگی

اور جب ان کے سامنے یہ بات پیش کی گئی تو ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ یہ راہ تنگ ہے مگر یہی راہ ہمیں پیاری ہے ہم اسے چھوڑ کے اِدھر اُدھر ہونا نہیں چاہتیں ہمیں خدا کی رضا اور رسول کا پیار چاہیئے ہمیں دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت نہیں چاہیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے ہمیں اُمتِ مسلمہ کے لئے اسوہ بنانا چاہتا ہے تو خدا کے فضل اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ دُنیا کو یہ بھی دکھلا دے گا کہ ہم دُنیا کے لئے اور اُمتِ محمدیہ کے لئے اسوہ بن جائیں گی۔

پھر ان کی زندگی کو دیکھو ان میں سے ہر ایک نے اپنے اموال کو اور دنیوی سامانوں کو اپنی اوقات کو اپنے جذبات کو

خدا اور اس کے رسول کے لئے

خرچ کیا۔ کبھی ان کے قدم میں لغزش نہیں آئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتوحات کے نتیجہ میں بڑے اموال آنے شروع ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے بڑے وظائف امہات المومنین کے مقرر کئے۔ یہاں یہ مراد نہیں کہ دنیا کے اموال لینے نہیں۔ مراد یہ ہے کہ دنیا کے اموال دنیا کے آرام اور دنیا کی زینت پر خرچ نہیں کرنے بلکہ خدا اور اس کے رسول کی راہ میں خرچ کرنے ہیں۔ اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ آپ نے غلطی کی کہ سب سے بڑے وظائف امہات المومنین کے مقرر کر دیئے۔ وبعد میں تو یہ وظائف بہت بڑھ گئے تھے لیکن شروع میں بھی دس ہزار درہم ایک ایک بیوی کو ملتا تھا۔ ان کے اپنے رشتہ دار لاکھ لاکھ روپیہ تک ایک وقت میں لا کے ان کو دے دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیسیوں سینکڑوں غلام خرید کر ایک وقت میں آزاد کر دیا کرتی تھیں۔ ایک دن جب ان کو ایک لاکھ روپیہ ملا تو بڑی خوش ہوئیں کہ مجھے دوہرا بلکہ سو گنا ثواب ملے گا۔ دوسرے اجر کا انہیں وعدہ تھا وہ نمونہ اور اسوہ بھی انہوں نے دکھایا۔ پھر یہ سوچ کر بھی خوش ہوئیں کہ ایک لاکھ روپیہ تقسیم کروں گی دوسرے سارا دن پھر اس تقسیم میں گزرے گا یہ بھی ایک ثواب ہے سارا دن ذرا بھی آرام نہیں کیا۔ صبح سے جو بیٹھیں تقسیم کرنے کے لئے شام کر دی۔ سارے دن کا ایک ایک منٹ اور اس مال کا ایک ایک روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیا۔ یہی حال

تمام ازواج مطہرات

کا تھا۔

پس دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ ہم ان پر جبر نہیں کر رہے۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو ایک حسین اسوہ بنایا گیا ہے اس کا اثر سب سے پہلے خود آپ کے گھر میں رہنے والوں پر ہے۔ اور ایک شدید محبت نیکی کے ان کاموں سے پیدا ہو گئی ہے آپ کی ازواج مطہرات کے دلوں میں کہ دنیا کا کوئی لالچ یا دنیا کا کوئی طمع یا دنیا کا کوئی آرام یا دنیا کی کوئی آسائش اس

محبت کو ٹھنڈا نہیں کر سکتی۔ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب دنیا کی رغبت اور دنیا سے محبت کے نتیجہ میں ازواج مطہرات کا جسمانی اور مادی تعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قطع ہو سکتا ہے تو دنیا کی اس رغبت اور محبت کے نتیجہ میں امت محمدیہ کا تعلق بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قطع ہو جائے گا۔ یعنی اگر وہ حیات دنیا اور زینت دنیا کو ترجیح دیں گے خدا اور اس کے رسول پر اور اپنے اوقات کو اور اپنی ملکیتوں کو اپنے ذاتی آسائش اور آرام پر خرچ کریں گے اور اس نظام کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خرچ نہیں کریں گے جو اسلام نے قائم کیا ہے تو ان کا تعلق بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے یقیناً قطع ہو جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں فی ایجاب المفارقة عن صحبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانّ ادخام القلوب محل النطفة الروحانیة الربانیة تنبغی ان یکون طیبة مزکی لاستحقاق تلک النطفة الشریفة کان الطیبات للطیبین

یعنی مسلمانوں کے دل رحم کی طرح ہیں روحانی لحاظ سے اور دلوں کے اس رحم میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ربانی روحانیت کا نطفہ داخل ہوتا ہے۔ اور وہاں سے ایک

روحانی بچہ

پیدا ہوتا ہے تب وہ پکے مسلمان بنتے ہیں۔ تو حضور نے ان کو بھی جیسا کہ میں نے شروع میں اشارہ کیا تھا۔ ان آیات سے سبق لینا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب ہرگز ہرگز حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ روحانی طور پر اس اختیار کے ملنے کے بعد جو ان آیات میں دیا گیا ہے۔ آپ کی طرف منسوب ہونے والی حیات دنیا اور اس کی زینت پر خدا اور اس کے رسول کی رضاء اور اس کی محبت کو مقدم نہ رکھیں۔ اگر وہ حیات دنیا اور اس کی زینت میں محو ہو گئے۔ اس میں رغبت انہوں نے کی۔ اور اس سے محبت کی اور اپنے تمام دل اور تمام توجہ اور تمام محبت کے ساتھ وہ دنیا کی طرف ہو گئے اگر انہوں نے اپنے اموال کو اگر انہوں نے دنیوی سامانوں کو اگر انہوں نے اس دنیوی زندگی کے اوقات کو اگر انہوں نے دنیوی محبتوں کو اگر انہوں نے دنیاوی تعلقات کو خدا اور اس کے رسول پر قربان نہ کیا۔ تو وہ یقیناً خدا اور اس کے رسول کی

محبت اور قرب اور صحبت کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ان آیات میں جہاں یہ بیان ہوا ہے کہ ازواج مطہرات ایک ایسے مقام پر ہیں کہ دنیا نے ان کی نقل کرنی ہے۔ اگر وہ نیک نمونہ پیش نہیں کریں گی تو ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔ اگر وہ نیک نمونہ پیش کریں گی تو ان کو مستوجب سزا رکھا جائے گی۔ وہاں

بڑی وضاحت کے ساتھ

یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوسری عورتیں جن کا تعلق امت محمدیہ سے ہے اگر وہ حیات دنیا اور اس کی زینت پر دین کو دنیا کی۔ اور خدا کی رضاء کے حصول کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی بلکہ دنیا کے عیش اور عشرت کے آرام میں پڑ جائیں گی تو ان کو بھی سزا دی جائے گی۔ گو وہ سزا دگنی نہ ہوگی لیکن سزا ان کو ضرور دی جائے گی چھوڑا نہیں جائے گا ان کو بھی ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر

مسلمان عورت

اپنے گھر کا ماحول ایسا حسین بنائے گی کہ اس ماحول میں تربیت پانے والے بچے خدا کی آواز کو سننے کے بعد دنیا کی کسی آواز پر کان نہ دھریں۔ اور دنیا کی طرف پیٹھ پھیر کر اپنے پورے زور کے ساتھ اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس طرف دوڑنے لگ جائیں جس طرف سے کہ خدا کی آواز آ رہی ہو ایسی مائیں بڑی کا نمونہ قائم کرنے والی ہیں۔ اور ان کو بھی دوہرا عذاب ملے گا اور اسی طرح اگر وہ اپنے گھروں کے ماحول کو اس قدر حسین بنائیں گی۔ اسلام کی روشنی اور قرآن کریم کے نور سے کہ جو بچے وہاں پرورش پائیں گے اللہ کے فضل سے اس طرح خدا اور اس کے رسول کی محبت میں محو ہوں گے کہ دنیا کی طرف ان کی نگاہ بھی نہیں اٹھے گی۔ تو الٰہی وعدہ کے مطابق ایسی مسلمان عورت کو دوگنا ثواب ملے گا۔

جیسا کہ میں نے گذشتہ جمعہ میں مختصراً بیان کیا تھا کہ ایک اہم مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری توجہ کو پھیرا ہے۔ بطور تمہید کے میں نے یہ دو خطبے دیئے ہیں۔ اور میں نے کوشش کی ہے کہ میں اپنی بہنوں پر اس بات کی

اچھی طرح وضاحت کر دوں

کہ بڑی اہم ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر عائد ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے

ذریعہ اگر نبی امت میں زندہ موجود ہو یا اس کے خلفاء کے ذریعہ اگر نبی سے تعلق کے بعد قدرت ثانیہ کا دور شروع ہو چکا ہو جب کسی ذمہ داری یا ذمہ داریوں کی طرف جماعت کے مردوں اور ان کی عورتوں کو متوجہ کرے تو ان کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا کی رضاء کے حصول کے لئے اس کے رسول یا اس کے خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایسی شکر بانیاں دنیا کے سامنے پیش کریں جو بے نظیر ہوں اور دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی ہوں اور دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ عام طور پر تو اور بھی بستی ہیں اس دنیا میں مگر ان کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں وہ تو ایسی عورتیں ہیں یہ احمدی مستورات اور احمدی بچیاں کہ سوائے جو جہالت ہو یا کھولی گئی ہیں۔ اور زینت دنیا کو ہی انہوں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے اور یہاں وہ ہیں کہ جو خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں دنیا کے آرام اور دنیا کی آسائشیں اور دنیا کے فاخرانہ لباس اور دنیا کے قیمتی زیورات اور دنیا کے چمکتے ہوئے ہیرے اور جواہرات کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں۔ بلکہ خدا اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے اور اس کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت دلوں میں گاڑنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً تربیت اولاد کی جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں۔ ان کو وہ

محبت اور اخلاص کے ر...

اور پوری توجہ کے ساتھ نباہتی ہیں۔ وہ اس یقین پر قائم ہیں کہ اگر ہم ... نمونہ اس دنیا میں چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے جس نے امہات المومنین کو بھی یہ کہا تھا کہ اگر تم نے ... عہد کرو گی تو دگنی سزا دوں گا وہ ہمیں کب چھوڑے گا وہ ہماری غلطی کے نتیجہ میں یقیناً ہم پر ایک کے بعد دوسرا قہر نازل کریگا اور اس قہر کی ہمیں برداشت نہیں ہے۔ اس قہر سے ہم لرزاں و ترساں ہیں۔ اس قہر سے بچنے کے لئے اور اس کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے بچوں کی اور اپنی بچیوں کی اس رنگ میں تربیت کریں گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی بن کر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی جو مہم جاری ہے اس مہم کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں اور بچیوں کو بھی اور ہماری بہنوں کو بھی یہ توفیق عطا کرے کہ ہم سب ان

قادیان میں دو اہم تبلیغی اجلاس

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

مصلح موعودؓ نے مولانا نذیرؔ صاحب کو لنڈن سے گولڈ کوسٹ روانہ فرمایا۔ آپؓ کے آنے سے وہاں کے لوگوں کو تسلی ہوئی کہ احمدیت کی باتیں خلافِ اسلام نہیں ہیں۔ مولوی عبد المالک خان صاحب نے ۱۹۶۴ء میں طلباء کو تیار کرنے کے لئے کماسی میں ایک کلاس جاری کی اور کہا گیا کہ اول۔ دوم۔ سوم آنے والے کو ربوہ مزید تعلیم کے لئے بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ہم دونوں اسی تجویز کے تحت ربوہ میں پڑھ رہے ہیں یہ ہماری قادیان کی پہلی زیارت ہے اور ہمیں اس امر سے بڑی خوشی ہوئی کہ قادیان کے لوگ مقصوصاً غیر ملکیوں سے بڑی تواضع سے پیش آتے ہیں۔ آخر میں انہوں نے دعا کی درخواست کی کہ اردو اچھی طرح سیکھنے اور تبلیغ کا بہترین موقعہ ملنے کی توفیق ملے۔

تقریر مکرم عبد المالک صاحب

یہ دوست بھی غانا کے ہیں اور جامعہ ربوہ میں پڑھ رہے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بچپن ہی سے مبلغ بننے کا شوق تھا۔ چنانچہ جب غانا میں مشنری کلاس جاری ہوئی تو والد صاحب کی اجازت سے میں نے داخلہ لیا۔ چونکہ اول۔ دوم اور سوم آنے والے طلباء میں میں بھی تھا۔ اس لئے مجھے بھی مزید دینی تعلیم کے لئے ربوہ بھیجا گیا۔ آخر میں انہوں نے بیان کیا کہ غانا میں ہماری ڈیڑھ سو مساجد ہیں۔ پچاس دار التبلیغ ہیں۔ ایک بہت بڑا ہائر سیکنڈری سکول ہے جو فٹ بال میں غانا کے تمام مدارس سے اول نمبر پر ہے۔ وہاں پر اس وقت پانچ پاکستانی مبلغ اور ۲۰ مقامی مبلغ فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔

ترجمہ تقاریر

چونکہ ہر سہ افریقن بھائیوں نے انگریزی میں تقاریر کی تھیں اس لئے عام احباب تک ان کے خیالات کو پہنچانے کے لئے مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے اُن ہر سہ تقاریر کا اُردو ترجمہ احباب کو سنایا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

محترم صاحبزادہ صاحب کا خطاب

آخر میں صدر جلسہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اپنے بھائیوں کے طرزِ کلام اور چہروں کے آثار چڑھاؤ کو محسوس کیا ہوگا کہ اُن کے اس جوش و خروش کے پیچھے کس قدر جذبۂ ایمان موجزن ہے انہیں دیکھ کر قرونِ اولیٰ میں سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے باوجود اس کے کہ رنگ و نسل اور چہرے مہرے ان کے الگ ہیں لیکن پھر بھی ہم سب آپس میں بھائی ہیں۔ قرآن مجید ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" محترم صدر جلسہ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان دوستوں کی یہاں آمد بھی دراصل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور رس نگاہ اور فراست کی مرہونِ منت ہے کیونکہ برس ہا برس سے لوگ یہ پیشگوئی سنتے چلے آ رہے تھے کہ افریقہ سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو اسلام کو تباہ کرے گا لیکن اس کی نگاہ یہاں تک نہ پہنچی کہ اس دیو کے اُٹھنے سے قبل ہی اس کو مسلمان بنا دیا جائے مگر حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کے اجراء سے اس دیو کو مسلمان بنانے کے لئے مبلغین بھیجنے شروع فرمائے جو کامیاب تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لا رہے اور عیسائیوں کو باوجود بہت زیادہ مالی وسائل حاصل ہونے کے یہ اقرار کرنا پڑ رہا ہے کہ اگر ایک شخص وہاں عیسائی ہوتا ہے تو اس کے بالمقابل دس مسلمان ہوتے ہیں۔ اور یہ کامیابی دراصل اسلام کی بے نظیر مساوات کی وجہ سے ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے تقسیم ملک کے بعد حفاظت مرکز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج تحریک جدید ہی کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں مشن قائم ہونے کی وجہ سے مرکز قادیان کی محبت ان غیر ممالک میں بسنے والے احمدیوں کے دلوں میں رچی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل مرحلہ پر حکومت کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ہندوستان میں جو غذائی قلت کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اس کے سلسلہ میں بھی غیر ممالک سے حکام ہند کو بار بار قادیان کا خیال رکھے جانے کے مراسلات آتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں یہاں کے ذمہ دار آفیسروں نے کہا کہ آپ لوگ اپنے اخبار میں یہ شائع کر دیں کہ ہمیں غذائی قلت کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہے تاکہ غیر ممالک کے احمدی مطمئن ہو جائیں۔ آخر میں آپ نے اُن افریقن بھائیوں کے حق میں یہ دعائیہ الفاظ بیان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے اہل و عیال کو بھی دینی اور دنیوی لحاظ سے نوازے اور بہت سی سعید روحوں کو ان کے ذریعہ سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا حقیقی تعلق خدا ہی سے مضبوط ہو ہے۔ آمین۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک لمبی دعا کرائی۔ اور یہ اجلاس رات کے ساڑھے دس بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

وعدہ جات تحریک وقف جدید ۱۹۶۷ء

جن جماعتوں یا افراد کی طرف سے اب تک سال رواں ۱۹۶۷ء کے وعدہ جات دفتر وقف جدید میں موصول ہو چکے ہیں ان کے وعدوں کی رقم کے ساتھ ان جماعتوں کی فہرست بغرض دعا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کر دی گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب جماعت بھی دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

جن جماعتوں کے وعدے تا حال دفتر میں موصول نہیں ہوئے ان جماعتوں کے صدر و سیکرٹریان مال فوری طور پر متوجہ ہوں اور اپنی جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے وعدے آمدہ چاہئیں اسی طرح بچوں کی طرف سے ترسیل چندہ کی تفاصیل نام بنام الگ بنا کر ارسال فرما دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ان وعدہ جات میں جن جماعتوں نے مزید اضافے کے وعدے ارسال فرمائے ہیں ان کی الگ فہرست بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہے۔

انچارج دفتر وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

جماعت	رقم
قادیان	۱۹۸۰ — ۴۱
راول کنڈہ	۳۶ — ۰۰
گناسکو	۵۵ — ۰۰
اڑیشا	۱۴ — ۰۰
جمشید پور	۱۰۰ — ۹۲
علی پور کھیڑہ	۲۵ — ۰۰
کلکتہ	۲۷۷۰ — ۰۰
ٹیلی چری	۴۸ — ۰۰
سورب	۱۵۱ — ۰۰
موسابنی	۶۰ — ۰۰
چودہ کلاٹ	۳۴۵ — ۰۰
بمبئی	۹۷ — ۰۰
گیا	۲۱ — ۰۰
رانچی	۳۵۱ — ۰۰
افراد جماعت سونگھڑہ	۲۷۶ — ۵۰
مظفر پور	۳۸۸ — ۰۰
اورین	۲۴ — ۰۰
کینانور	۶۹ — ۰۰
کوڈی تنور	۱۷۹ — ۰۰
پینہ پریم	۶۹ — ۰۰
ڈمکا	۱۴۲ — ۰۰
اٹارسی	۱۵ — ۰۰
ابراہیم پور	۴۷ — ۰۰
کانپور	۶۷ — ۰۰
حیدرآباد	۶۷۹ — ۷۵
ورنگل	۲۶۱ — ۰۰
شیموگہ	۴۵۲ — ۵۵
مدراس	۱۶۹ — ۰۰
بھلا	۱۵ — ۸۰
سرینگر	۱۴ — ۰۰
دیودرگ	۹۷ — ۰۰
کیرنگ	۱۵۷ — ۰۰
شورت	۳۳ — ۵۰
بھدرواہ	۷۰ — ۵۰
سکندرآباد	۱۲۴ — ۰۰
امروہہ	۱۷۷ — ۵۰
سورو	۱۴۲ — ۰۰
کیرولائی	۱۲۳ — ۰۰
یادگیر	۱۰۸۷ — ۱۰
پینگاڈی	۲۹۰ — ۰۰
نیو کیپٹل	۸۱ — ۰۰
فتح پور	۲ — ۰۰
چمبہ	۶ — ۰۰
بنگلور	۱۰۵ — ۰۰
پریگو	۴۰ — ۰۰
گونڈہ	۱۲ — ۰۰
ماندربن	۷ — ۸۶
کھیریا	۱۵ — ۰۰
مڈیسر	۶ — ۰۰
مانکا گوڑہ	۱۹ — ۰۰
جموں	۴۴ — ۰۰
پیسیم بازار	۶ — ۰۰
سلوہ	۱۶ — ۰۰
نیچ بہاڑہ	۵۰ — ۰۰
بھارک	۲۰۰ — ۰۰
پاری پورہ	۱۳۰ — ۰۰
کانیکٹ	۴۴۶ — ۰۰

(باقی)

رد عیسائیت

ابوت خدا اور ابنیت مسیح پر ایک نظر

کلمۃ اللہ و روح اللہ کے بارہ میں قرآن کریم کی طرف سے انجیل کی تصدیق کی حقیقت

پادری برکت اللہ دعوت اور دلائل کا جائزہ

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۲)

ہم مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح بمقابلہ عام انسانوں کے خاص روح ہے جس کو خدا نے اپنی ذات کے لئے خاص کر لیا ہے"۔ پادری صاحب کو حق نہیں کہ وہ تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ ــــ سے کام لیں اور جسارت کی حد ہے کہ جس کی قرآن کریم تردید فرما رہے ہیں وہ اسی کو بار بار دہرا کر ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ پادری صاحب تو حضرت مسیح کو حقیقی خدا قرار دے کر ان کو اکلوتا بیٹا قرار دے رہے ہیں۔ مگر حضرت مسیح اپنی خدائی کو انجیل میں دیگر مکلمین و ملہمین و انبیاء کی خدائی کی طرح قرار دے کر اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں شمار کر رہے ہیں۔ یہ انجیل یوحنا سے ان کا خود اپنا بیان دکھا چکا ہوں۔ پادری صاحب ایک طرف تو حضرت مسیح کو حقیقی خدا میں سے حقیقی خدا قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ابن اللہ بطور مجاز و استعارہ ہیں۔ لکھتے ہیں:-

"جس طرح الفاظ ابن الوقت، ابن الارض، ابن السحاب وغیرہ میں فقط "ابن" مجازی اور غیر حقیقی نسبت کو مدنظر رکھ کر استعمال کیا گیا ہے بعینہٖ اسی طرح خطاب "ابن اللہ" استعارہ کے طور پر انجیل جلیل میں مستعمل ہوا ہے"۔

(کتابچہ مسیح کی شان صفحہ ۱۰ کالم ۱)

اور ساری دنیا جانتی ہے کہ حقیقی و مجازی میں فرق ہے۔ پس حضرت مسیح حقیقتاً ابن حقیقی نہ تھے بلکہ بطور مجاز و استعارہ بے شک دیگر انبیاء کی طرح ابن اللہ و خدا تھے۔ نہ تو وہ حقیقی خدا تھے نہ یہ حقیقی خدا تھے۔ ہاں یہ کہنا درست ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء نے اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر لیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح نے بھی ہر امر میں اپنی مرضی کو زندگی کے ادنیٰ ترین تفاصیل میں رضائے الٰہی کے ایسا تابع کر دیا تھا کہ دونوں کی رضا ایک [illegible] یعنی آپ کی انفرادی رضا فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بلند اور رفیع مقام پر پہنچ چکی تھی۔ (یوحنا ۵/۳۰، ۶/۳۸، ۱۲/۴۹) مگر اس بارہ میں ان کو دیگر انبیاء پر کوئی شرف و امتیاز حاصل نہ تھا۔ (مسیح کی شان صفحہ ۱۰)

وہ اس گروہ میں سے ایک نہ تھے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ ان کی منشاء کے خلاف چلتا ہے۔ چنانچہ ایک اور صاحب بھی فرماتے ہیں کہ "خدا تو بے شک حقیقی ہے مگر اس کے ساتھ مجاز بھی ہے اور مسیح کے لئے خدائی بطور استعارہ ہے"۔

بہر حال خدا تعالیٰ کے سارے ہی نبی و مکلمین بقول "کتاب مقدس" اور بقول خود حضرت مسیح ایک طرح کے مجازی خدا ہیں۔ اس صورت میں تثلیث کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن اگر قرآن کریم پادری برکت اللہ صاحب کے عقیدہ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ کہتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی حقیقی خدا ہیں اور اس کی منشاء یہ ہوتی کہ وہ حقیقی خدا ہی سے نکلے ہیں اور دونوں کا جوہر و جنس ایک ہی ہے تو وہ ان کو بار بار تثلیث کے عقیدہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا قرار دینے کی تردید نہ کرتا اور نہ نصاریٰ کو ہدف ملامت بناتا۔ اور نہ ان کے عقیدہ کے خلاف بار بار دلائل دے کر انکار کرتا۔ اور ان کو اس پر سخت تنبیہ و وعید دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار تثلیث کی مذمت کرتا ہے اور اس پر ان کو سرزنش کر کے شدید سزا کی وعید سناتا ہے چنانچہ فرماتا ہے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (مائدہ ۷۶) کہ مسیح خدا نہیں وہ صرف ایک رسول ہے۔ ایسے کئی رسول اس سے قبل گذر چکے ہیں وہ دیگر رسولوں کی طرح کا ایک رسول ہے پھر فرماتا ہے:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد۔ وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم (مائدہ ۷۴)

جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ یقیناً تین میں سے ایک ہے وہ ضرور کافر ہیں۔ یاد رکھو سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر وہ اس سے باز نہ آتے تو ان میں سے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے انہیں ضرور دردناک عذاب ملے گا۔

پھر فرماتا ہے۔

قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل (مائدہ ۷۷)

تو کہہ دے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو اختیار نہ کرو۔ بلکہ حق بات ہی اختیار کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کرو۔ جو تم سے پہلے گمراہ ہو چکے ہیں۔

پھر فرماتا ہے یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلاثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد (نساء ۱۷۲)

اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو مت کرو اور خدا تعالیٰ کے بارہ میں سوائے حق بات کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم خدا نہ تھا وہ تو اللہ کا صرف رسول اور کلمۃ اللہ تھا۔ جسے اس نے مریم پر ڈالا تھا اور ایسا ہی وہ اس کی پاکیزہ روح تھا۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث کا عقیدہ مت رکھو۔ اس سے باز آ جاؤ۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے جان لو کہ اللہ تو یقیناً ایک ہی ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔

پادری صاحب نے سیاق و سباق کو جو اصل حقیقت کو واضح کر رہا ہے چھوڑ کر اس کے ایک حصہ کو لے لیا ہے جس میں خود تثلیث کا رد موجود ہے مگر اس کو اس کے اصل مضمون سے جدا کر کے اسی سے اس کے خلاف استدلال کر لیا ہے۔ یہ بات کس قدر دیانت داری کے خلاف ہے ایسی دیدہ دلیری کیا کسی ایماندار کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن کریم کا یہی منشاء ہوتا جو انہوں نے پیش کیا ہے تو کیا اہل زبان عرب اس سے ناواقف رہ سکتے تھے اور کیا اس صورت میں عرب کے اندر ہر طرف عیسائی گرجے ہی گرجے قائم نہ ہو سکتے تھے مگر اس کے خلاف ہوا یہ کہ جو گرجے عرب میں موجود تھے ان کا بھی نام و نشان نہ رہا۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ بقول ان کے خدا تعالیٰ نے تو قرآن میں مسیح کو خدا قرار دے دیا ہے مگر عرب کے عیسائی قرآنی آواز سن کر مسیح کی خدائی کو جواب دے کر ایک ہی حقیقی خدا کے پرستار بن جاتے ہیں۔ اور تثلیث کے اڈوں کا نام و نشان ہی وہاں نہیں رہتا۔

پھر قرآن کریم تثلیث کے علمبرداروں کو تثلیث کی سزا سناتے ہوئے کہتا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا (مریم ۸۹ تا ۹۳)

کہ عیسائیوں نے یہ کہہ دیا کہ رحمان نے بیٹا بنایا ہے تو ان کو کہہ دے کہ تم نے یقیناً بری بات اختیار کی ہے یہ ایسی خطرناک بات ہے کہ اس کے نتیجہ میں قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں محض اس وجہ سے کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹا تجویز کیا ہے حالانکہ یہ بات رحمن کے شایان شان نہیں کہ وہ کوئی اپنا بیٹا بنا سکے۔ کیا یہ بیان انجیل کی تصدیق ہے؟ پھر فرماتا ہے وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون (توبہ ۳۰)

یہود نے تو کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور ان کے مقابلے پر عیسائیوں نے کہہ دیا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ دراصل یہ تو ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ وہ ایسی باتوں میں ان لوگوں سے مماثلت پیدا کر رہے ہیں جنہوں نے ان سے قبل کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ ان کو ہلاک کرے گا۔ وہ کہاں سے کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ پس اگر تو قرآن کریم کی طرف سے ابنیت مسیح کے عقیدہ پر ان کو عذاب شدید کی خبر دینا ان کے نزدیک انجیل کی تائید و تصدیق ہے تو پادری برکت اللہ صاحب کو یہ تصدیق بہت بہت مبارک ہو۔

اب ہم پھر اصل بات کی طرف [illegible]

کرنے کے کہتا ہوں کہ ہمارا سوال اپنی جگہ پر قائم ہے کہ اگر پادری صاحب موصوف کے نزدیک خدا صرف ایک ہی ہے اور نام تین ہیں تو جب مسیح علیہ السلام صلیب پر بقول ان کے مر گئے تھے تو ان کو زندہ کس نے کیا۔ اور اگر خدا تین ہیں تو توحید کا نام کیوں لیا جاتا ہے۔ اور اگر خدا ایک ہی ہے اور دیگر دو اس کے اجزاء ہیں جیسا کہ ان کی اس مثال سے ظاہر ہے کہ سورج ایک ہی ہے باقی دو اس کی کرنیں ہیں تو اس کا جواب حضرت مسیح علیہ السلام نے خود دے دیا ہوا ہے کہ خدا کی کرنیں صرف دو ہی نہیں۔ سارے انبیاء و مکلمین اسی کی کرنیں ہیں۔ اور مسیح خود بھی ان کرنوں میں سے ایک کرن ہیں۔ پس باقی کرنیں نظر انداز کر کے صرف تین تک ان کو محدود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں ان کرنوں یا چشمہ کی نہروں کے متعلق بھی ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ سورج اور چشمہ کی طرح کامل ہیں یا ناقص۔ اگر ناقص ہیں تو وہ کامل نہ ہوئیں اور اگر وہ کامل ہیں تو پھر تین سے زیادہ سورج و چشمے لازم آتے ہیں سورج و چشمے تین تک محدود نہ رہے۔

امید ہے کہ پادری برکت اللہ صاحب جنہوں نے یہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ خدا تو صرف ایک ہی ہے اس کے نام تین ہیں۔ ہمیں بتائیں گے کہ اگر حضرت مسیح ہی خدا ہیں وہی روح القدس ہیں وہی باپ ہیں وہی بیٹا ہیں۔ تو جب حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر بقول ان کے مر گئے تھے تو ان کو کس نے زندہ کیا تھا۔ اگر لیمپ بجھ جائے اور اس کی شعاعیں ختم ہو جائیں تو وہ روشن کس طرح ہو گا جبکہ لیمپ ایک ہی ہے وہی روشنی دیتا تھا اور اس کے سوا روشنی کا کوئی اور لیمپ ہے ہی نہیں جب ان کا خدا صلیب پر مر گیا اور وہی ایک خدا تھا تو اسے دوبارہ زندگی کس نے عطا کی۔ وہ ضرور اس امر پر روشنی ڈال کر ہمیں ممنون فرمائیں یا کوئی اور ان کا ہم خیال اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر اس کی عقدہ کشائی کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ ہاں یہ کہہ کر ٹال نہ دیں کہ یہ مسئلہ انسانی عقل سے بالا ہے اگر بالا ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے انسانوں کو اس میں کیوں الجھایا ہے وہ اسے اپنے ہی پاس رکھتا۔

اور اگر دنیا میں مسیح کی کلیسائیں ان کا زندہ جسم ہیں اور وہ ساری دنیا میں اپنی کلیسیاؤں میں اور ان روال ہیں تو سوال یہ ہے کہ اس کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے اور اس امر کی ان کے پاس کیا دلیل ہے کہ

جو کام خدا کر رہا ہے حضرت مسیح ان میں اس کے ساتھ شریک ہیں۔ ایسی صورت میں صلیبی جنگوں میں انہوں نے کیوں اپنے پیروؤں کی مدد نہ کی اور ملک کنعان ان کے ہاتھوں سے کیوں جانے دیا۔ اور اب ان کے پیروؤں کے ہاتھوں سے ملک نکلتے جا رہے ہیں پاکستان اور ہندوستان نکل گئے ہیں وہ ان کی مدد کے لئے کیوں نہ آسکے ما وصاب اپنے پیروؤں کے قومی زوال کو بوجہ شانزدوں ہے کیوں نہیں روک سکے۔ نیز اپنے پیروؤں کو آپس میں لڑا بھڑا کر تباہ کیوں ہو رہے دیتے ہیں۔ انہوں نے بھرستوں وانگیزوں کو لڑنے سے بروقت کیوں نہ روکا ایسے فرضی اور بلا ثبوت دعوے تو حضرت کرشن جی مہاراج اور دوسرے مذہبی مبلغین کے متعلق۔ اور بعض دیگر مصنوعی خداؤں کے متعلق بھی سننے جاتے ہیں۔ مگر ثبوت کے بغیر کیسے کسی کو اس کا یقین آئے۔

کوئی ٹھکانہ ہے اگر حق کو چھپا یا ہم نے

اگر اس بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا جائے کہ میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں۔ تو اول تو اس کا کوئی بھی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا۔ دوم اس کا یہ مطلب ہو گا کہ وہ دنیا کے آخر تک کبھی بھی واپس دنیا میں نازل نہ ہوں گے اور نہ واپس آئیں گے۔ یہ کہہ کر انہوں نے حواریوں سے ہمیشہ کے لئے اپنی جان چھڑا لی۔ کیونکہ حواری جدائی اور ہجرت کا ذکر سن کر سخت گھبراتے تھے اس لئے آپ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ میری جدائی ضروری ہے۔ البتہ میری دعائیں اور تعلیم تمہارے پاس موجود ہے وہ تمہاری تسلی کا موجب ہونی چاہیئے انہوں نے خود فرما دیا تھا کہ

"دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی"

(یوحنا ۱۴/۱۹)

اگر انہوں نے خود ذاتی طور پر دوبارہ آنا تھا تو انہوں نے ایسا کیوں فرمایا۔ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے دوبارہ آنے کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد اسی طرح ان کی بجائے ان کے مثیل کی آمد ہے جس طرح ایلیاہ کی بجائے خود آپ انہوں نے یحییٰ کی آمد قرار دی ہے۔

وحی والہام کے موضوع پر احمدی مبلغ کی کامیاب تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

اور اب تو یہ بات سننے میں آرہی ہے کہ اناجیل چار ہی نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں ان میں سے چار کو خواہ مخواہ منتخب کر لیا گیا ہے حالانکہ دوسری اناجیل کی روایات ان اناجیل سے زیادہ درست اور بصیرت افروز ہیں۔

اس کے بعد میں نے قرآن مجید کی تحدّی کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ کتاب خدا کی ہے اور وحی الٰہی کا مجموعہ قرآن پاک کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے منزل من اللہ ہونے میں شبہ ہو تو اس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ۔

قرآن مجید کا یہ چیلنج آج بھی موجود ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ آج تک دنیا کے کسی فرد نے اس چیلنج کا جواب نہیں دیا۔ یہ زمانہ علم اور سائنس کا زمانہ کہلاتا ہے انسان کی عقل بھی دن بدن ترقی کرتی جا رہی ہے یورپ میں عرفا کے بڑے بڑے ماہر بھی موجود ہیں۔ مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی قرآن مجید کے چیلنج کو قبول نہیں کیا یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وحی قرآنی ایک مافوق العادت وحی ہے اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس کی نظیر پیش کر سکے میں نے یہ سوال بھی کیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید وحی متلو نہیں آخر ان کا ذریعہ علم کیا ہے۔ ان کو کس نے بتایا کہ وہ خدا کی وحی نہیں۔ جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے قائل نہیں۔ مثلاً عیسائی حضرات کہ ان کے نزدیک جناب یسوع مسیح کے بعد کوئی نبی نہیں آیا۔ تو انصاف سے بتایئے کہ اس صورت میں کسی غیر نبی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی نبی کے قول کی تردید کرے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عرش الٰہی کا پایہ پکڑ کر یہ وحی الٰہی سناتے ہیں تو ان کی اس بات کی تردید کے لئے کوئی ایسا آدمی چاہیئے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں عرش الٰہی پر بیٹھ کے یہ اعلان کرتا ہوں کہ قرآن مجید منزل من اللہ نہیں بلکہ آپ کے عقیدے کے مطابق جناب یسوع مسیح کے بعد ایسا کوئی انسان پیدا نہیں ہوا پھر کوئی دوسرا آدمی جس کی حیثیت ایک نامحرم کی سی ہے۔ اور جو وحی والہام کے اس مقام بلند سے نابلد ہے۔ وہ کس منہ سے دعویٰ کر سکتا ہے کہ قرآن منزل من اللہ نہیں۔

غرض میں نے قرآن مجید کے وحی متلو منزل من اللہ اور محفوظ ہونے پر زوردار الفاظ میں دعویٰ کیا۔ اور برملا اناجیل اربعہ پر اس کی فضیلت ثابت کی آج کے جلسے میں کسی عیسائی دوست نے میرے دعویٰ کی تردید نہیں کی۔ بلکہ جلسے کے بعد چند عیسائی حضرات میرے نقطۂ نظر کو مزید وضاحت سے سمجھنے کی کوشش کرتے رہے۔ پھر اس تقریر کا انگریزی ترجمہ مسٹر بھقوما نے پیش کیا۔

لیکن جماعت اسلامی کے امیر جناب شمس صاحب پیرزادہ نے میری تقریر کے بعد جو تقریر کی وہ اعتراض کا رنگ لئے تھی مگر وہ بات ایسی بعیدی تھی کہ مجھے اس کو دہراتے ہوئے شرم آتی ہے جماعت احمدیہ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

مگر جناب شمس صاحب پیرزادہ صاحب نے فرمایا کہ خدا جس سے پیار کرتا ہے اس سے بولنا چھوڑ دیتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نزول قرآن کے بعد وحی والہام کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اب وہ شخص قرآن پر ایمان لائے گا۔ وہ ہر چند ذکر و فکر کرے مگر خدا کبھی اس سے ہم کلام نہیں ہو گا جناب شمس صاحب کی یہ بات ایسی بے محل اور بے موقعہ تھی اور ساتھ ہی بے معنی بھی کہ مجھے قطعاً اس کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ انہوں نے ختم نبوت کا مسئلہ بھی چھیڑا۔ اور کوشش کی کہ ان سے مسیحیوں کی اس مجلس میں مڈ بھیڑ ہو جائے۔ مگر اس پر خود دوسرے مسلمانوں نے انہیں ملامت کی۔ اس مجلس میں جو بات کہنے کی تھی بحمد اللہ وہ میں نے کہی۔ یعنی یہ کہ قرآن مجید وحی متلو ہے۔ یہ ایک کامل کتاب ہدایت ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کو نجات دہندہ۔ یہی کتاب ہے جو اپنی اصل صورت میں موجود ہے اور تحریف و تبدیلی سے پاک ہے۔ اناجیل اربعہ یا اور کوئی دوسری الہامی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسیحیوں کی ایسی مجالس میں مجھے کامیابی کے ساتھ قرآن مجید کے حقائق و تعلیمات پیش کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

منکرینِ خلافت کو دَر پردہ خلافت کا اشتیاق!

خلیفہ برحق کے خلاف ریشہ دوانیوں کا عبرتناک منظر

از مکرم خواجہ محمد صادق صاحب ثاقب صدر جماعت احمدیہ پونچھ

؎ مہرباں جن کو سمجھتے تھے ستمگر نکلے
لعل کا جن پہ گماں کرتے تھے پتھر نکلے

اخبار بدر مجریہ ۱۸ مارچ ۱۹۷۶ء میں بقلم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان کا "فتنۂ پیغامیت کا مبارزت میں عبرتناک انجام" کے عنوان سے ایک مبسوط مدلل مضمون شائع ہوا۔

مضمون کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر خاکسار نے اپنے ایک دوست کو جو کالج میں لیکچرار بھی ہیں اس مضمون کو بغور مطالعہ کرنے کی دستخواہی کی۔ چنانچہ پروفیسر صاحب بدر کا پرچہ لے گئے۔ بعد مطالعہ چپڑاسی کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔ میں نے دیکھا کہ پروفیسر صاحب نے اس مضمون کے صفحہ ۲ کالم ۲ کی حسب ذیل عبارت کو زیر خط کیا ہوا ہے:-

"چنانچہ جب پیغامی ڈرامہ کے اس سین سے پردہ اٹھا تو محمد کریم اللہ صاحب آزاد نوجوان نے کیا دیکھا کہ جو ساری عمر مقام مد خلافت پر ہمیشہ بحث کرتے آئے ہیں اصل میں سارے ہی خلافت کے امیدوار تھے اور قادیان میں ناکامی کے بعد انہوں نے یہ الگ اڈہ ضرور قائم کیا تھا جس کی وجہ سے چار سے نوجوان اُن سے متنفر ہو کر مسیح محمدی کے دائمی مرکز سے وابستہ ہو گئے۔"

اخبار کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ "خاکی صاحب بے ادبی معاف میرے نزدیک لاہوری جماعت پر یہ بہتان ہے کہ وہ خود خلافت کی خواہش رکھتے تھے۔ میں نے کافی لٹریچر اُن کا پڑھا ہے۔ مگر میری نظر میں ایسی خواہش کا کہیں شائبہ تک نہیں آیا۔ کیا آپ اس کا کوئی معقول ثبوت دے سکتے ہیں۔ والسلام"۔

میں نے اسی شام پروفیسر صاحب کو اپنے ہاں کھانے پر بلا کر مسئول خواہ کی روشنی میں اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ بہت ممکن ہے کہ اس بارہ میں اور آدمی بھی اسی طرح کی خوش فہمی میں مبتلا ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں کو ذیل میں مختصر طور پر بیان کر دیا جائے۔ شاید یہ حوالہ جات کسی اور سلیم الفطرت غیر مبائع دوست کی ہدایت کا موجب بن جائیں۔

واقعات شاہد ہیں کہ اکابرین غیر مبائعین قادیان کے زمانہ میں ہی اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں اور خود غرضانہ کارروائیوں میں لگے ہوئے تھے۔ خفیہ منصوبہ کے تحت ساری جماعت پر اپنا تسلط جمانا چاہتے تھے۔ ان لوگوں نے وقتی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی کر لی۔ اور خیال تھا کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات کے بعد تو مولوی محمد علی صاحب یا اُن کے کوئی رفیق خلعت سے ضرور نوازے جائیں گے ۱۳-۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کی درمیانی رات کبھی بھلائی نہیں جا سکتی جبکہ اس گروہ نے ہاتھوں میں لیمپ لئے گھر گھر کا چکر لگایا اور سر توڑ کوشش کی کہ چالیس مومنوں کو اپنا ہم خیال بنا لیں۔ مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلا کیونکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اُن کی خواہشات کے خلاف کام کر رہی تھی۔ چنانچہ جب انہوں نے محسوس کیا کہ خدا کے رسول کی تخت گاہ میں اقتدار ملنا محال ہے تو فوراً پینترہ بدلا اور کہنے لگے کہ "خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہیئے" حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح جانشین انجمن ہے۔ بلکہ یہاں تک جرأت کی کہ "موجودہ خلیفہ کو معزول کر دینا چاہیئے اور آئندہ کے لئے جماعت میں خلافت کا وجود ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اندر ہی اندر ایسے مسموم پراپیگنڈے کا اثر جماعت پر تو کچھ نہ ہوا۔ البتہ سنجیدہ طبقہ میں وقار کھو دیا۔ آخر وہ وقت آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور یہ دیگ خوب کھل کھیلے۔ قادیان چھوڑا اور لاہور میں اپنا اڈا بنا کر خلافتِ حقہ کے خلاف مورچہ قائم کر دیا۔ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے اعلان کیا کہ

"حضرت مولوی صاحب مرحوم (خلیفہ اول رضی اللہ عنہ - ناقل) وصیت کی رو سے نہیں بلکہ قوم کے اتفاق سے خلیفۃ المسیح کہلائے .... اب جب قوم کا اتفاق نہیں رہا تو خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔"
(رسالہ بیعت شائع کردہ مولوی محمد علی صاحب اگست ۱۹۱۴ء)

حالانکہ یہی مولوی صاحب ۴ جولائی ۱۹۱۲ء کو حضرت نورالدین اعظمؓ کی زبانِ مدرفشاں سے یہ پُرشوکت اعلان اپنے کانوں سے سُن چکے تھے کہ

"مجھے نہ کسی انجمن نہ کسی انسان نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔"
(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

مگر یہ مولوی محمد علی صاحب جو دو سال قبل خلیفہ اول رضی اللہ عنہ واضح طور پر متنبہ کر چکے تھے دو سال بعد اُسی بیماری کا شکار ہو کر اعلان پر اعلان کرنے لگے کہ

"اب آئندہ کے واسطے اس سلسلہ خلافت کا رواج دنیا میں ایک بہت خطرناک ہے۔"
(پیغام صلح ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء)

غور کا مقام ہے کہ متواتر چھ سال خلافت کی بیعت میں رہنے اور اسے تسلیم کر لینے کے بعد اب کیوں خلافت کو ختم کرنے کی ضرورت پڑی۔ ظاہر ہے کہ اس کے تہہ میں اقتدار پسندی کی ہوس تھی جسے پورا کرنے میں ناکام رہے کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب غیر مبائع جو کہ امیدوارانِ خلافت کا ایک ممتاز رکن تھے یہ منادی کرنے پر مجبور ہوئے کہ

"فی الحقیقت مولوی محمد علی صاحب سے بڑھ کر مناسب وراثت و خلافت کے لئے اور کوئی موزوں نہ تھا۔" (ملاحظہ ہو سالانہ رپورٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور مجموعہ اول و دوم صفحہ ۴)

اسی پر بس نہیں کی بلکہ مولوی محمد علی صاحب کی خلافت کی نسبت ایک اور غیر معقول توجیہ بھی پیش کی کہ

"جہاں تک ہم خیال کر سکتے ہیں صاحبزادہ صاحب کو فقط یہی فوقیت ہے کہ وہ جسمانی طور پر مسیح موعود ہیں ورنہ حضرت مولوی صاحب ممدوح حضرت مسیح موعود کے سلسلہ مبارکہ کی خدمت اس وقت سے کر رہے ہیں جبکہ صاحبزادہ صاحب کے وجود کے دانت بھی ابھی نہ نکلے تھے۔" (پیغام صلح ۱۶ مئی ۱۹۱۴ء)

اس توجیہ کے ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب کو خلافت کے امیدوار کی شکل میں قوم کے سامنے پیش کر کے استفسار کرتے ہیں کہ

"صاحبزادہ صاحب کے مریدین کو حضرت مولوی محمد علی کو خلیفۃ المسیح ماننے میں کیا عذر ہے؟"
(پیغام صلح ۱۷ مئی ۱۹۱۵ء)

اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خلافت کا انکار ان لوگوں کی ناکامیوں اور نامرادیوں کا لازمی ردعمل تھا۔ ورنہ اُن کی جو در پردہ کوشش کی وہ اسی چیز کی غمازی کرتی تھی کہ اگر اسی پارٹی کا آدمی خصوصاً مولوی محمد علی صاحب خلیفہ بن جاتے تو خلافت کا جواز بھی نکل آتا۔ مگر جن صورت میں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے اس نے خلافت کی خواہش رکھنے والے کو محروم رکھا اور جو شخص خدا کی نگاہ میں اس منصب کا حقدار تھا جماعت نے اسی کو منتخب کر لیا تب منکرین خلافت خدا تعالیٰ پر الزام دھرنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ

"ایک بچہ غیر معصوم انسان کو اپنی رسنہ ر ہم کو ہی نہیں پہنچا اپنا پیر اور راہبر بنایا گیا ہے"
(المہدی نمبر ۲۵ ص ۲)

پھر لکھا کہ

"اب وہ پچیس سال کے نوجوان کیلئے تسلیم کی ہیں کیونکہ وہ موجودہ خلیفہ صاحبزادہ صاحب کے [illegible] کامل روحانیت کی بیعت کر چکے ہیں اس وہ ایک ایک بچے کے دائمی غلام [illegible]"
(پیغام ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

[illegible] آئندہ ... کیا کہ

"یہ ہے وہ سپوت کا پکا اولوالعزم جس کو غلطی سے اولوالعزم بچہ کہا جاتا ہے۔"

(رسالہ انکشاف حقیقت صفحہ ۹۸)

اہل پیغام کی ان ناپاک تحریروں کو سنجیدہ طبقہ نے نہایت نفرت اور بیزاری سے ملاحظہ کیا اور جوں جوں وقت آگے بڑھتا گیا خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے بتا دیا کہ جس شخص کو اس کی قدرت اپنے ہاتھ سے اٹھاتی ہے کسی دوسرے کی مخالفت نہیں گرا سکتی۔ وہی جسے ان لوگوں نے نوعمر بچہ کہہ کر اس کی قدر کو نہ پہچانا۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے دشمنوں پر ایسا غالب آیا کہ آفاق عالم میں اپنی حقانیت اور اولوالعزمی کی شہرت حاصل کر گئے۔ اور منکرین خلافت کو ہمیشہ کے لئے احمدیہ بلڈنگس لاہور کی چار دیواری میں بند کر دیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ شکست پر شکست کھانے کے باوجود یہ لوگ اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کے لئے انکار خلافت کے باوجود اپنی طرف سے تین خلفاء مقرر کئے (۱) مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری (۲) سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی (۳) خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر (پیغام ۲۸ر مارچ ۱۹۱۴ء) گویا خلافت کو سودا بازی کی دکان سمجھ لیا۔ مگر خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ مقدم الذکر دونوں "خلیفے" اپنی اس فرضی خلافت سے دستبردار ہو کر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کی بیعت کر کے ہمیشہ کے لئے فیضیاب ہوئے۔ اور مؤخر الذکر "خلیفہ" نے اپنی ایک خواب کی بنا پر اپنی آخری عمر میں اپنے مشن موسومہ بہ اشاعت اسلام لاہور سے مستعفی ہو گیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنی کتاب "مجدد کامل" میں درج کر کے لاہوری فریق کے تبلیغی طریق کار پر ایسی تنقید کی کہ اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب کو ایک لمبا چوڑا مضمون لکھنا پڑا۔ (ملاحظہ ہو پیغام صلح ۷ر جنوری ۱۹۳۲ء) غرض اس طریق سے مسند خلافت پر تسلط جمانے کا یہ حربہ بھی ناکام ہوا۔ اور اس میں انہیں بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

حصول خلافت کیلئے تیسری کوشش

تیسرے نمبر پر ان لوگوں نے مصلح موعود والی پیشگوئی کے سلسلہ میں مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق امید ظاہر کی کہ

"خداوند تعالیٰ نے کیسے دربار میں
... یہ ہو کہ تین کو چار کرنے والا
آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب ہی ہوں۔" (پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۶ء)

مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت نے مرزا سلطان احمد صاحب کے بارہ میں اہل پیغام کی اس خواہش کے بھی خلاف شہادت دی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو توفیق دی کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور مصلح موعود تین کو چار کرنے والے ثابت ہوئے۔

ایک لطیفہ

اسی ضمن میں ایک واقعہ بڑا ہی پُرلطف ہے ۱۹۱۴ء میں جب خواجہ کمال الدین صاحب لندن میں تھے دسمبر ۱۹۱۴ء میں واپس آکر بمبئی پہنچے۔ تو [illegible] پر خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعودؑ (جو کہ ان دنوں غیر احمدی ہی تھے۔ ناقل) بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ہوتی مردان والے جو کہ اس وقت غیر مبائعین ہی کے ساتھ تھے) کا بیان ہے کہ

"میں خواجہ صاحب کے استقبال کے لئے بمبئی گیا...... گاڑی جب آگرہ کے قریب پہنچی تو خواجہ صاحب نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے عرض کیا کہ درحقیقت مسیح موعود کی جانشینی اور خلافت کے حقدار تو آپ ہیں آپ ہمارے ساتھ لاہور چلیں اور خلافت کا اعلان فرمائیں اور ہم سب آپ کی بیعت کر لیں گے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے ہنس کر جواب دیا کہ "میں ابھی احمدی بھی نہیں میرا خلافت کا کیا حق ہے"۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

دیکھا آپ نے خلیفہ برحق سے منہ موڑ کر من مانی خلافت کے لئے کس طرح بے تابی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ احمدی و غیر احمدی کا امتیاز بھی نہ کر سکے۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اکابرین غیر مبائعین کو اقتدار کی ہوس اور حصول خلافت کی تمنا نے اسقدر پریشان کر رکھا تھا کہ اب وہ یہ تمیز بھی نہیں کر سکتے تھے کہ جن کو ہم خلافت کی دعوت دے رہے ہیں وہ احمدی بھی ہیں یا نہیں۔ اسی لئے انہوں نے ایک وقت میں تین کی خلافت کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا تھا۔ شاید ان کی یہ پریشانی "بغض محمودؓ" کا نتیجہ تھی جس کا خمیازہ یہ لوگ اب تک بھگت رہے ہیں۔

حصول خلافت کیلئے چوتھی کوشش

اس جگہ سے ناکام ہونے کے بعد ان لوگوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے خاندان کی طرف توجہ کی کہ شاید ان سے مراد مل جائے۔ چنانچہ عبد الوہاب صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح اول (جو کہ آجکل غالباً غیر مبائعین کے مشیر ہیں) کا آج سے تیس سال قبل کا بیان خاص طور پر قابل غور ہے۔

"مولوی عبد الباقی صاحب بخاری ایم۔اے نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ کے زمانے میں خلافت کے چند دشمن حضرت مولوی عبد الحی صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ خلیفہ بن جاتے تو ہم آپ کی اطاعت کرتے۔ مولوی عبد الحی صاحب نے باوجود بچپن کے ان کو جو جواب دیا وہ اس قابل ہے کہ سلسلہ کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے انہوں نے فرمایا "یا تو آپ کو آپ کے نفس دھوکہ دے رہے ہیں یا آپ جھوٹ بول رہے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ بنتا تب بھی آپ میری اطاعت نہ کرتے۔ اطاعت کرنا آسان کام نہیں ہے اب بھی تم کو حکم دوں تو تم ہرگز نہ مانو" اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ ہمیں حکم دیں پھر دیکھیں کہ ہم آپ کی فرمانبرداری کرتے ہیں یا نہیں۔ مولوی عبد الحی صاحب نے کہا "اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاؤ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کر لو" یہ بات سن کر وہ لوگ...... کہنے لگے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا"۔

(الفضل ۱۴ر اگست ۱۹۳۷ء)

ان سب شواہد سے یہ بات عیاں ہے کہ منکرین خلافت کی دیرینہ کوشش یہی تھی کہ کسی نہ کسی طریق پر خلافت پر ان کا تسلط ہو۔ ورنہ اگر بقول انکے خلافت کا رواج دینا ہی خطرناک تھا۔ تو پھر کبھی مولوی محمد علی صاحب کو خلیفہ بنانے کی خواہش۔ کبھی تین خلیفے اکٹھے ہی بنانا۔ کبھی مرزا سلطان احمد صاحب کو خلافت پر کھڑا کرنے کی دعوت دے کر خود بیعت کے لئے تیار ہونا۔ کبھی مولوی عبد الحی صاحب سے درخواست کرنے کا قصد کیا تھا۔

بہرحال ان سب کوششوں کے باوجود اہل پیغام نہ تو سچے خلیفہ کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ ہی اس بندۂ خدا کے مقابل پر اپنی تجویز کردہ خلافت کو کھڑا کر سکے۔ ان سب حالات کو مستحضر کر کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی اس تنبیہ پر غور کیجئے جو اسی گروہ کو مخاطب کر کے حضور نے ۱۹۱۲ء میں فرمائی تھی کہ خدا کے اس پیارے بندے کی کہی ہوئی بات کس شان سے پوری ہوئی حضورؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں اور کوئی بن سکتا ہے میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اسے آپ کھڑا کرے گا تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ معزول کر سکے اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"۔

اللہ اللہ! خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ کے محبوب صحابی۔ خلیفہ اول کا یہ پُرشوکت اعلان آج تک مژدہ خیز کی طرح اپنے اثرات دکھاتا ہے۔ چنانچہ اکابرین غیر مبائعین کی حصول خلافت کے سلسلہ میں تمام کوششیں ناکام ہو کر رہیں خدا کے مقرر کردہ سچے خلیفہ حضرت محمود رضی اللہ عنہ کی خلافت کو چار چاند لگے اور حضرت خلیفہ اول کی پیشگوئی کے مطابق مرتدوں کو سزا کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بیک وقت "تین خالد احمدیت" عطا فرمائے۔ جنہوں نے منکرین خلافت کا کامیاب تعاقب کیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جس سے اب بھی غیر مبائعین کو سبق لینا چاہیئے۔

وما علینا الا البلاغ

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدہ کی ادائیگی

وعدوں کا ⅓ حصہ ادا کرنے والوں کی دعائیہ فہرست

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے سامنے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا تھا تاکہ تبلیغ و اشاعت کا وہ کام جو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد محبوب تھا اسے ترقی کے ساتھ جاری رکھا جا سکے۔ احباب جماعت نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس مبارک اور عظیم الشان مالی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اخلاص اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے اور حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اس تحریک میں انشراح صدر سے حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وعدوں پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے حال ہی میں یہ ارشاد فرمایا کہ:-

"اب جبکہ وعدے مقررہ حد سے آگے بڑھ چکے ہیں ہمیں اس طرف یہ توجہ دینی چاہیئے کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے چاہئیں ان کا کم از کم ⅓ حصہ سال اول میں وصول ہو جاتے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت اپنی ذمہ داری کا احساس رکھتی ہے اور وہ انشاء اللہ ۳۰ اپریل سے پہلے ایک تہائی سے زیادہ اپنے وعدے ادا کرے گی میں کامل امید رکھتا ہوں اور اپنے رب سے دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس فنڈ میں سال رواں کے اندر ایک تہائی حصہ سے کہیں زیادہ رقم ادا کر دیں کیونکہ اس سے جو کام کئے جانے والے ہیں ان کے متعلق یہ بھی فیصلہ ہے کہ اصل رقم کو محفوظ رکھا جائے اور اس کی آمد سے وہ کام کئے جائیں جو مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو محبوب و پیارے تھے"

چونکہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا پہلا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۶۶ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد کے ماتحت جملہ ایسے احباب جنہوں نے تاحال اپنے وعدوں کا ⅓ حصہ ادا نہیں کیا کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جلد از جلد اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

نظارت ہذا کی طرف سے ایسے دوستوں کی اسم وار وصولی کی فہرست حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جائے گی۔

اس لئے مجھے امید ہے کہ اس بابرکت تحریک میں جملہ وعدہ کنندگان اپنے وعدے کا ⅓ حصہ بروقت ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور اپنے پیارے امام کی دعاؤں سے حصہ پائیں گے۔

ایسے دوست جو کسی وجہ سے اب تک اس تحریک میں وعدہ نہ بھجوا سکے ہوں ان کو بھی چاہیئے کہ وہ بلا مزید توقف اپنے وعدے بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار: ناظر بیت المال قادیان

چندہ تحریک جدید میں اطفال الاحمدیہ کیلئے ایک رعایت

چندہ تحریک جدید کی کم از کم شرح سالانہ مبلغ -/۱۲ روپیہ ہے لیکن سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ کے لئے یہ رعایت منظور فرما دی ہے کہ وہ کم از کم مبلغ -/۵ روپیہ چندہ دے کر بھی تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں۔

تحریک جدید کے مالی جہاد کی اہمیت اور تفصیلات کے سلسلہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ متواتر کئی سال تک احباب جماعت کو توجہ دلاتے رہے ہیں۔ فرمایا:-

"یہ مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے نہیں بلکہ اس کا ایک ایک لفظ قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں اور ایک ایک حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں مگر سوچنے والے دماغ اور ایمان لانے والے دل کی ضرورت ہے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ جو میں نے کیا ہے وہ میری طرف سے ہے بلکہ جو اس نے کیا ہے جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ مگر اگر میں مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائے گا

اور اس کے مرنے کے بعد اور سے بہرحال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرا لے یہ پہلا قدم ہے"

حضور رضی اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے تحریک جدید میں شمولیت کی ضرورت و اہمیت نہایت واضح ہے۔

پس تمام جماعتوں کے صدر صاحبان، سیکرٹریان مال، مبلغین کرام اور مجالس خدام الاحمدیہ کے قائدین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اطفال الاحمدیہ کو بھی تحریک میں شامل کریں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رعایت سے فائدہ اٹھا کر انہیں بچپن سے ہی ایسے ثواب حاصل کرنے کا عادی بنائیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کیلئے داخلہ شروع ہے

مڈل پاس طالب علم جلد متوجہ ہوں

اسلام و احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قابل مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھ سے جاری کردہ مدرسہ پون صدی سے سلسلہ کی یہ خدمت بڑی کامیابی سے سرانجام دے رہا ہے۔ نئے سال کے لئے داخلہ شروع ہے داخلہ کے لئے حسب ذیل کوائف ضروری ہیں:-

۱- بچہ کم از کم مڈل پاس ہو۔
۲- اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔
۳- قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اس سال کیلئے سات وظائف مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی، علمی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جاتے ہیں۔ خواہشمند افراد دفتر نظارت تعلیم سے مقررہ فارم منگوا کر اس کی خانہ پری کر کے جلد بھجوائیں اور مرکز سے منظوری ہونے کے بعد بچہ قادیان بھیجیں۔

ناظر تعلیم قادیان

اخبار بدر کے لئے مضامین

اخبار بدر میں اشاعت کی غرض سے جو دوست اپنے مضامین ارسال فرماتے ہیں انکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ جو مضامین اشاعت کے قابل ہوتے ہیں انہیں اپنی باری پر بدر میں دے دیا جاتا ہے اسلئے جس دوست کا مضمون اخبار میں شائع نہ ہو اسکے متعلق یہی سمجھا جانا چاہیئے کہ ادارہ بدر اس کی اشاعت سے معذور ہے۔ نیز اگر فرداً فرداً ایسے مضمون نگار حضرات کو جواب دینا ممکن نہیں اس لئے اس عمومی اعلان کو کافی سمجھا جائے۔ (ایڈیٹر بدر)

مدرسہ احمدیہ کی تعمیر کا کام رک گیا ہے

حصہ لینے والے مخیر احباب توجہ فرمائیں

مدرسہ احمدیہ کی تعمیرِ نو کے بارہ میں ۶۲-۱۹۶۱ء میں جو ابتدائی تخمینہ اخراجات کا لگایا گیا تھا وہ فی کمرہ سات ہزار روپیہ تھا۔ اور اسی تخمینہ کے مطابق جماعت کے مخیر احباب کی خدمت میں نظارت بیت المال کی طرف سے تحریک بھجوائی گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے متعدد مخلص اور مخیر دوستوں کو اس تحریک میں حصہ لینے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اور انہوں نے رقوم بھی ارسال فرما کر رضائے الٰہی حاصل کی۔

لیکن جب ۶۳-۱۹۶۲ء میں تعمیر کا کام شروع کیا گیا تو جن مصالحہ جات کو ملحوظ رکھ کر ابتدائی تخمینہ لگوایا گیا تھا وہ تدریجاً بڑھنے شروع ہو گئے اور ساتھ ہی ہمارے ابتدائی تخمینے غلط ہوتے گئے۔ اور پھر اگلے سالوں میں عمارتی سامان کے ریٹ اور بھی زیادہ ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ۶۶-۱۹۶۵ء میں ان میں نمایاں اضافہ ہو گیا۔ اور ۶۷-۱۹۶۶ء میں تو ہر قسم کا سامان ڈیوڑھے سے دو گنے تک زیادہ ہو گیا۔

ان سالوں میں تعمیر مدرسہ کا کام تو جاری رہا لیکن فی کمرہ سات ہزار کی بجائے نو ہزار سے بھی زیادہ خرچ اٹھ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس کمروں کے لئے وصول شدہ رقم آٹھ کمروں کے لئے بھی مکتفی نہ ہو سکی۔ اور مجبوراً کام روک دینا پڑا ہے۔

ایسے تمام احباب کی خدمت میں جنہوں نے اپنے گرانقدر عطیات سے اس تاریخی مدرسہ کی تعمیر کے کارِ خیر میں حصہ لیا ہے۔ دفتر متعلقہ کی طرف سے خطوط تحریر کئے گئے ہیں جن میں زائد اخراجات کے لئے مزید ذمہ داری لینے کی درخواست کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایسے مخلص احباب سے بھی جو اب تک اس کارِ خیر میں حصہ نہیں لے سکے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی استطاعت بخشی ہے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ جس قدر بھی حصہ لے سکتے ہوں۔ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ اس تحریک میں حصہ لینے کی کم از کم شرح ایک سو روپیہ مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت سے احباب کو اس کی توفیق بخشے تاکہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔ آمین۔

مرزا وسیم احمد
صدر کمیٹی نظارت جائداد

اخبارِ احمدیہ | قادیان ۱۹ر اپریل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

درخواستہائے دعا ۔ برادرم مکرم سید جلال الدین احمد صاحب عرصہ پندرہ بیس روز سے لگاتار بخار میں بیمار ہیں۔ بخار سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ابتک بیماری کی تشخیص نہیں ہو سکی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

(۲) خاکسار کی بھتیجی ناصرہ خاتون ... بعارضہ ... پیٹ میں گولا سا پیدا ہو گیا ہے ڈاکٹر اپریشن کا مشورہ دیتے ہیں عزیزہ کو اس سے گھبراہٹ ہے نیز عاجز کا بھی ... دکھ دے رہا ہے عورت اور جان کا خطرہ ہے احباب جماعت اس کے شر سے محفوظ رہنے اور بیماری کی شفایابی کے لئے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ خاکسار منظور احمد از ... کیمبلپور

خبرین!

چنڈی گڑھ ۱۷ر اپریل۔ شری سنت پال ڈانگ نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ گندم کی خرید کے متعلق تفاصیل طے کی جا رہی ہیں۔ اور یہ دو تین دن میں تیار ہو جائیں گی۔ آپ نے یہ نہ بتایا کہ سرکار کن نرخوں پر گندم خریدے گی یہ بھی بتانے سے گریز کیا کہ سرکار نے گندم کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ نرخ کیا مقرر کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب سرکار ۳ لاکھ ٹن پنجاب میں گندم کا ریزرو سٹاک بنانے کے لئے خریدے گی۔ اور چھ لاکھ ٹن اناج دوسرے صوبوں کو بھیجنے کے لئے خریدا جائے گا۔

چنڈی گڑھ ۱۷ر اپریل گو ابھی تک پنجاب سرکار نے اعلان نہیں کیا کہ وہ کن نرخوں پر مارکیٹ سے گندم خریدے گی۔ تاہم پتہ چلا ہے کہ کم از کم نرخ ۶۵ اور ۷۵ روپیہ کوئنٹل کے بیچ مقرر کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ساری صورت حال کا جائزہ لیا جا رہا ہے کسانوں کی مانگ ہے کہ سرکار ان سے ۸۰ روپیہ اور ۸۵ روپیہ فی کوئنٹل کے بھاؤ پر خریدے۔

نئی دہلی ۱۸ر اپریل پاکستان سرکار نے اپنی فوجی طاقت میں ۱۹۶۵ء کے مقابلہ میں کافی اضافہ کر لیا ہے۔ وہ اس طاقت کو زمینی اور ہوائی حملے کرنے میں استعمال کر سکتا ہے پاکستان نے حال ہی میں ایسے ہتھیار حاصل کر لئے ہیں۔ جو زمین اور ہوا میں حملہ کی کارروائیوں کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں اب امریکہ نے پاکستان کو فوجی کل پرزوں کی سپلائی بحال کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے بھارت کے لئے بھاری خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ حالیہ چند برسوں میں امریکی حکومت پاکستان کو ایک ارب ۸۰ کروڑ ڈالر کا جنگی سامان مہیا کر چکی ہے۔ جہاں تک بھارت سرکار کا تعلق ہے اسے امریکہ نے ۱۹۶۲ء میں ۷۵ کروڑ روپے کا سامان مہیا کرنے کا عہد کیا تھا۔ اس میں سے صرف ۶۳ کروڑ روپے کا مال مہیا ہوا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں سپلائی روک دی گئی۔ بھارت کو امریکہ سے جو فوجی سامان حاصل کرنے سے دلچسپی ہے۔ ان میں مہلک ہتھیار شامل نہیں ہیں۔

فیروزپور ۱۸ر اپریل۔ پنجاب کے وزیر تعلیم شری لچھمن سنگھ گل نے بھنڈا کلاں میں ایک جلسہ میں انکشاف کیا کہ پنجاب میں افیون کے ٹھیکے پھر سے شروع کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جب سے صوبہ میں افیون کی فروخت بند ہوئی ہے اس کی بلیک مارکیٹ شروع ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ افیون میں ملاوٹ بھی کی جاتی ہے۔

نئی دہلی ۱۸ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سال جنوری سے لے کر اب تک جبکہ فوج نے باغی میزو قبائل کے خلاف فوجی کارروائی شروع کی تھی ۳۰۰۰ باغی میزو ہتھیار ڈال چکے ہیں معلوم ہوا ہے کہ اب میزو باغیوں میں بھگدڑ مچ چکی ہے۔ اب سب سپلائی کے ذرائع بھی ختم ہو چکے ہیں دریں اثناء فوج نے میزو قبائل کو دور دراز مقامات سے نکال کر سڑک کے ساتھ ساتھ آباد کرنے کے تینوں مرحلے مکمل کر لئے ہیں۔ اب مزید سڑکیں بنائی جا رہی ہیں۔

نئی دہلی ۱۸ر اپریل۔ برطانیہ نے بحرِ ہند میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کے تین گروپوں کی ملکیت حاصل کرنے کے لئے ۱۰۰۱۳۲۰۰ پونڈ ادا کئے ہیں۔ برطانیہ ان جزیروں کو ہوائی اڈوں اور سٹور ڈپوؤں کے طور پر استعمال کرے گا۔ ان جزیروں کے گروپوں کے نام یہ ہیں ڈیسروچز، الدابرا اور چاگوس ان سب کو حال ہی میں قائم کی گئی برطانوی نو آبادی میں شامل کیا گیا ہے ان جزیروں کی ملکیت کے متعلق یہاں کوئی اطلاع ریلیز نہیں کی گئی۔ اور اس بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا گیا کہ آیا یہ جزیرے غیر آباد ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کچھ جزیرے غیر آباد ہیں جبکہ باقی پر چند ماہی گیر موجود ہوں۔ ان جزیروں کے حقوقِ ملکیت سے برطانیہ کو ان کے باشندوں کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ جزیرے پہلے پرائیویٹ ملکیت میں تھے۔

سرینگر ۱۸ر اپریل۔ پتہ لگا ہے کہ بیگم عبد اللہ کے جموں و کشمیر میں داخلہ پر سے پابندی اٹھالی گئی ہے۔ پابندی اٹھانے کا حکم ۱۰ر اپریل کو کوڈائی کینال میں انہیں دیا گیا۔ جہاں وہ شیخ عبد اللہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہیں۔ امید ہے کہ بیگم عبد اللہ ۲۲ کے دورے ہفتہ سرینگر پہنچیں گی۔